OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
Jan-June-2024
Vol: 5, *Issue:* 1
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

Dr. Abdul Ghaffar[1]

Muhammad Usman Shakir [2]

مولانا عزیر شمس کی "حدیث وسیرت" کی کتب پر مقدمات وتعلیقات کا علمی جائزہ

A Scholarly Review of Cases and Debates on the Books of "Hadith and Sirat" by Maulana Uzair Shams

Abstract

Maulana Uzair Shams possessed extensive academic and research experience across a wide range of topics. His contributions include the development of comprehensive academic and research books that explore various subjects in depth. Maulana Shams wrote with a research-oriented approach that not only delved into established knowledge but also illuminated new perspectives related to these fields. His works, especially those focusing on Hadith and Seerah, are particularly notable. These writings serve as valuable academic resources, offering guidance and practical applications relevant to contemporary times. Through his scholarly endeavors, Maulana Uzair Shams has provided significant insights that continue to benefit researchers and practitioners alike.

1 HOD Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan

2 Lecturer, Islamic Studies, Quran College Bhai Pheru, Kasur

Keywords: Maulana; Uzair Shams; knowledge; important books; Hadith; Seerah.

دین اسلام دنیا کے تمام ادیان سے ممتاز اور اللہ تعالی کا پسندیدہ دین ہے۔ اس کو قیامت تک زندہ و جاوید رکھنے بلکہ تمام ادیان پر غالب کرنے کا ذمہ بھی خود اللہ تعالی نے اٹھایا ہے، اس کی تعلیمات کے بنیادی مصادر قران و سنت کی صورت میں ابدی و عالمگیر ہیں، تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اللہ تعالی نے ان دونوں کی ہر دور میں ہر قسم کی تغییر و تحریف سے محفوظ کرنے کے لیے نایاب اور قیمتی لوگ پیدا فرمائے جنھوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے صرف کیا۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ذیشان ہے:

"وَعَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعُذْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسلم:"«يَحْمِلُ هَذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهُ يَنْفُونَ عَنْهُ تَحْرِيفَ الْغَالِينَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِينَ وَتَأْوِيلَ الْجَاهِلِينَ»"[1]

"ابراہیم بن عبدالرحمن عذری رحمۃ اللہ علیہ (مرسل روایت) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس علم کو بعد میں آنے والے ہر طبقہ کے صاحب تقویٰ لوگ حاصل کریں گے، وہ اس (علم) سے غلو کرنے والوں کی تحریف، جھوٹے لوگوں کی جعل سازی اور جہلا کی تاویل کی نفی کریں گے۔"

تحقیق کا بنیادی سوال

مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ہمہ جہت موضوعات پر وسیع علمی و تحقیقی تجربہ رکھتے تھے انہوں نے متنوع موضوعات پر کتب کے علمی و تحقیقی مقدمات تحریر فرمائے اور ان علوم و معارف کے متعلق تحقیقی اسلوب میں لکھا، جس سے ان علوم و فنون کے متعلق نئے زاویے بھی اجاگر ہوتے ہیں حدیث و سیرت کے متعلق جن اہم کتب کے مقدمات تحریر کیے ان سے علمی رہنمائی حاصل کرتے اور عصر رواں کے مطابق اس کی عملی تطبیقات بہت

[1] - حافظ أحمد بن حسين البيهقي، كتاب الأسماء والصفات، (بيروت: داراحياءالتراث العربي، س ن)، ١٠: ٢٠٩

ضروری ہیں یہ مقدمات خصوصاً عربی کتب کے حوالہ سے "جمہرۃ المقدمات" کے عنوان سے عنقریب شائع بھی ہوں گے۔

محقق دوراں مولانا عزیر شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کا مصداق بننے کے لیے علوم اسلامیہ کے مختلف تحقیقی میادین میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں، موصوف کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عطا کیا کہ اپنی ذات میں ایک انسائیکلوپیڈیا کی طرح تھے مخطوطات اور تحقیق کے سمندر میں غوطہ زن اہل علم اور طلاب علم کا اکرام کرنے والے بلکہ تمام مکاتب فکر سے وابستہ علماومشائخ کا ذکر نہایت عمدہ اور احترام سے کرتے اور اہل علم تو انہیں ازبر تھے خواہ ان کا تعلق کسی بھی زمانہ یا علاقے سے ہو۔

قرآن، حدیث، تفسیر، تاریخ و تحقیق اور دیگر علوم وفنون کے موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی صلاحیت رکھتے تھے اور جس موضوع کو چھیڑتے سماں باندھ دیتے، منکسر مزاجی کی انتہا تھی اپنے ساتھ القابات کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے، مطالعہ اور کتب کے رسیا تھے، آپ ایک علمی خانوادے کے عظیم سپوت تھے جن پر عرب وعجم کے علما فخر کرتے تھے اور جو ایک بار آپ سے ملاقات کرلیتا وہ آپ کے علم و تواضع کا معترف ہو جاتا اور بار بار آپ سے ملاقات کا متمنی رہتا۔ موصوف امام ابن تیمیہ وامام ابن قیم رحمہا اللہ کے حقیقی جانشین تھے اور علم ان سے یوں پھوٹتا جیسے آپ کسی اعلیٰ قسم کے عطر کی بوتل کا ڈھکن کھول دو تو اپنے اطراف والوں کو معطر کر دیتی ہے اسی طرح یہ تھے کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والے علم کی خوشبو پالیتے اور معطر ہو جاتے ہمیشہ خوش اخلاقی سے پیش آتے اور جیسی باتیں کرتے تھے ویسے ہی اپنی حقیقی زندگی میں تھے۔ آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے اسلوب تحریر سے اس قدر متاثر تھے کہ آپ نے اپنے معمولات میں اس عمل کو شامل کر لیا کہ جب بھی کسی کتاب کا مطالعہ فرماتے تو اہم نکات کو جلدی جلدی قلمبند کر لیتے، دوران مطالعہ جو بھی اہم باتیں سامنے آتیں ان کو اوراق میں ضرور نوٹ فرما لیتے، اور موضوعات کے اعتبار سے ایک موحد فہرست تیار کرتے تاکہ ضرورت پڑنے پر باآسانی رجوع کیا جاسکے، شیخ محترم اپنی مدون کردہ معلومات کو اپنی مسودہ تحریروں میں بآسانی حاصل کر لیتے، آپ کی تحقیقات کا دائرہ نہایت وسیع ہے جن میں عصری محققین کے لیے بھرپور رہنمائی موجود ہے، اس لیے ضروری ہے کہ ان کی ان علمی خدمات کا تعارف اور طرز تحقیق کو واضح کیا جائے، تاکہ علوم اسلامیہ سے وابستہ محققین اس سے مستفید ہو سکیں، آپ کے مختصر سوانح عمری اور مختلف

مجالات علمیہ میں سے حدیث وسیرت کی کتب پر تحریر کردہ مقدمات وتعلیقات کا علمی جائزہ مختصر انداز میں پیش خدمت ہے۔

مولاناعزیر شمس أحوال وآثار

مولاناعزیر شمس کا نام ونسب

شیخ محمد عزیر شمس مدنی مکی بن شیخ الحدیث مولانا شمس الحق سلفی بن رضا اللہ دربھنگوی ان کا نام تین أسماء سے مرکب ہے، شیخ خود فرماتے ہیں: میرے والد نے میرا نام بغیر کسی سابقے اور لاحقے کے صرف عزیر رکھا، لیکن میں نے اہل ہند کی عادت کے مطابق شروع میں محمد کا اضافہ کر لیا یوں محمد عزیر ہو گیا، پھر میں چونکہ اردو اور فارسی میں شاعری کرتا تھا اس مناسبت سے میں نے ایک شعری لقب (شمس) اپنایا، جیسا کہ عجمی شعرا کی عادت ہے، اس طرح میرا نام محمد عزیر شمس ہوا۔[1]

مولاناعزیر شمس کی تاریخ پیدائش

آپ کی صحیح تاریخ ولادت 11 جمادی الاولیٰ ۱۳۷۶ھ / ۱۵ دسمبر ۱۹۵۶ء ہے، لیکن سرکاری کاغذات میں یکم اپریل ۱۹۵۹ء مندرج ہے۔[2]

مولاناعزیر شمس کی جائے ولادت

شیخ محمد عزیر رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی وطن تو ضلع مدھوبنی کا ایک مقام بلکٹوا ہے، لیکن آپ کی ولادت صالح ڈانگہ ضلع مرشد آباد (مغربی بنگال، ہندوستان) میں ہوئی جہاں آپ کے والد مولانا شمس الحق سلفی بہ سلسلہ تدریس مقیم تھے۔[3]

[1]۔ عزیر شمس بن شمس الحق بن رضاء الله، مترجم: (مرکز السلف للبحوث و الدراسات، أعلام سلفیه)شماره نمبر ۴۸: ۲

[2]۔ حافظ شاہد رفیق، مقالات فضیلة الشیخ محمد عزیر شمس رحمه الله، (دار ابی طیب، گجرانواله، س ن)، ۲۵

[3]۔ أیضا، ۲۵

حصول علم کا آغاز

شیخ محمد عزیر کی ابتدائی تعلیم ۱۹۶۶ء میں مدرسہ فیض عام میں شروع ہوئی اور پھر آپ نے ہند و بیرونِ ہند کے مختلف مدارس و جامعات میں اپنے زمانے کے نامور اساتذہ سے علوم وفنون کی تحصیل کی۔ شیخ عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے ایک انٹرویو میں اپنے زمانہ طالب علمی کے مختلف مراحل کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا ہے: "میری ابتدائی تعلیم مدرسہ فیض عام مئو میں ۱۹۶۶ء میں شروع ہوئی۔ درجہ پنجم تک پڑھنے کے بعد ایک سال تک فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھی۔

بعد ازاں دار العلوم احمدیہ سلفیہ در بھنگہ میں پہلی جماعت میں داخلہ لیا اور وہاں عربی کی تعلیم شروع کی۔ اگلے سال والد صاحب یہاں سے استعفا دے کر مرشد آباد چلے گئے تو مدرسہ دار الحدیث مرشد آباد میں دوسری جماعت مکمل کی۔ جب جامعہ سلفیہ بنارس میں شیخ الحدیث (مولانا عبید اللہ رحمانی) صاحب نے مولانا آزاد رحمانی کے توسط سے والد صاحب کو یہاں بلوایا تو ۱۹۶۹ء میں تیسری جماعت سے جامعہ رحمانیہ بنارس میں تعلیم حاصل کی۔ چوتھی جماعت کے بعد عالمیہ کے چار سال اور فضیلت کے دو سال جامعہ سلفیہ بنارس میں مکمل کر کے ۱۹۷۶ء میں فراغت حاصل کی۔ بعد ازاں فروری ۱۹۷۸ء میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کلیۃ اللغۃ العربیۃ میں داخلہ لیا۔

۱۹۸۱ء میں کلیہ کی تعلیم مکمل ہوئی تو ماجستیر (ایم فل) کے لیے جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور ام القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ دونوں جگہ داخلہ ملا۔ میں نے ام القریٰ یونیورسٹی کا انتخاب کیا اور ۱۹۸۵ء میں ماجستیر کی سند حاصل کی۔

ماجستیر میں مقالے کا موضوع تھا: "التأثير العربي في شعر حالي ونقده" اس مقالے میں مسدس حالی کا میں نے عربی میں ترجمہ بھی کیا۔ پی ایچ ڈی میں میرا موضوعِ بحث "الشعر العربي في الهند: دراسة نقدية" تھا۔ ۱۹۹۰ء میں جب میں نے مقالہ پیش کرنا چاہا تو سپروائزر سے اختلاف ہو گیا، جس کے سبب میرا مناقشہ نہ ہو سکا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگری سے محروم رہا۔ بہر حال میری تعلیم یہیں تک ہے۔"[1]

[1] مقالات فضيلة الشيخ محمد عزير شمس رحمه الله، ص۲۵

مولانا عزیر شمس کے ہندوستانی اساتذہ

۱۔ مولانا شمس الحق سلفی (والد محترم)

۲۔ مولانا عین الحق سلفی (عم محترم)

۳۔ مولانا نور عظیم ندوی

۴۔ مولانا محمد رئیس ندوی

۵۔ مولانا محمد ادریس آزاد رحمانی

۶۔ مولانا عابد حسن رحمانی

جامعہ ام القریٰ (مکہ مکرمہ) کے اساتذہ:

۷۔ ڈاکٹر حسن محمد باجودہ

۸۔ محمود حسن زینی

۹۔ عبد الحکیم حسان

۱۰۔ عبد العزیز کشک۔[1]

مولانا عزیر شمس کی وفات

آپ کی وفات ۱۵ اکتوبر بروز ہفتہ ۲۰۲۲ء بمطابق ۱۹/۳/۱۴۴۴ھ بعد نماز عشاء مکہ مکرمہ میں ہوئی۔[2]

"شرح حدیث إنما الأعمال بالنيات"

یہ کتاب امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مخطوط ہے جسے متعدد بار ناقص طبعات کی صورت میں شائع کیا گیا یہ تمام طبعات تحریف وتصحیف، حذف واضافہ اور ایسے تصرفات سے بھرپور تھے کہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی کلام ہی تبدیل ہو کے رہ گئی، "**إنما الأعمال بالنيات**" ان عظیم احادیث میں سے ایک ہے، جس پر علماء نے مستقل شروحات اور کتب تحریر فرمائی ہیں، اس حدیث کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ استاد محمد

[1] ترجمة الشيخ عزير شمس بن شمس الحق بن رضاء الله، شماره نمبر ۴۸، ۸

[2]۔ أيضا، ۱۴

بن ابراہیم نے اپنی کتاب جس کا عنوان **"التعريف بما أفردمن الأحاديث بالتصنيف"** میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شرح پر 16 کتب تحریر کی گئی ہیں ان مستقل کتب کے علاوہ صحیح البخاری، صحیح مسلم، عمدۃ الاحکام، اربعین نووی المصابیح اور مشکوۃ کے شارحین نے اس حدیث پر مفصل بحث کی ہے۔[1]

کتاب کے خطبے متعلق شیخ محمد منیر دمشقی کی رائے

اس کتاب کا خطبہ پڑھنے کے بعد میری یہ رائے ہے کہ خطبے کے اندر سجع کلامی اور پر تکلف الفاظ کا استعمال اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ یہ خطبہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کسی محقق شاگرد نے یہ خطبہ اس لیے تحریر کیا ہو گا کہ یہ شرح ایک مستقل تالیف بن جائے اور یہ کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ اکثر آئمہ کا یہی طریقہ کار ہے۔[2]

کتاب کے خطبے کی نسبت کے متعلق مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کی رائے

مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ جو ہم تک پہنچا ہے شیخ الاسلام کے ہاتھ سے ہی لکھا ہوا ہے اس کی اس اعتبار سے توثیق و تثبیت کرنے کی ضرورت نہیں کہ یہ کسی اور کا بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مجھے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی کتب اور مخطوطات ایسے بھی ملے ہیں جن کا کسی بھی سوانح نگار نے ذکر نہیں کیا اور میری معلومات کے مطابق نہ ہی کسی مؤلف نے ان کی سوانح عمری میں ان کتابوں کا ذکر کیا ہے حالانکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مخطوطات اور کتب ان ہی کی ہیں اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ یہ کتب اور تصنیفات ایسے مشکل انداز میں لکھی گئی ہیں جو صرف اور صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ دوران تصنیف اختیار کرتے ہیں۔[3]

---

[1]۔ يوسف بن محمد عتيق، التعريف بما أفرد من الأحاديث بالتصنيف، (دار الصميعى للنشر و التوزيع الرياض مملكة سعودية، طبعه الاولى)، 5-48

[2]۔ ابن تيمية، أحمد بن عبدالحليم، شيخ الإسلام، شرح حديث إنما الأعمال بالنيات، تحقيق محمد عزير شمس، (دار الخزانة، ٢٠١٨، طبعه أولى)، ٦

[3]۔ أيضا، ٧

مخطوطے کے متعلق فہرست ساز کی رائے

فہرست ساز کے ہاں یہ نسخہ ناقص ہے کیونکہ اس کے آخری الفاظ موجود نہیں ہیں۔[1]

مولانا عزیر شمس کا تبصرہ

یہ نسخہ جو ہمارے پاس ہے مجموعہ نمبر ۹۱ کے ضمن میں موجود ہے، اس مجموعے کی فہرست ساز کے بقول یہ نسخہ ناقص ہے، جبکہ حقیقت میں فہرست ساز اس نسخے کی آخری سطور پڑھنے سے قاصر رہا ہے جو اس کے مکمل ہونے کی دلیل ہیں، جن میں مؤلف فرماتے ہیں "واللہ اعلم"۔

فہرست ساز اس مجموعے کو مرتب کرتے وقت مخطوطات کے عنوان، ان کے مؤلفین، نسخہ نگاروں کے نام اور بہت ساری تاریخیں لکھنے میں غلطیوں اور شکوک وشبہات کا شکار ہوا ہے، فہرست ساز کی بہت سے مخطوطات سے عدم معرفت اور ان کے مؤلفین اور عناوین سے لاعلمی کی بنا پر اس سے ان مخطوطوں کے متعلق صرف اجمالی معلومات نقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جن حدیثی، فقہی، لغوی اور ادبی مخطوطوں میں فہرست ساز نے شروع، درمیان اور آخر سے کئی فقرات کو ذکر ہی نہیں کیا جو کتاب اور مؤلف کی پہچان ہیں تو ایسے مخطوطات کو پڑھنے والا ان سے کیسے مستفید ہو سکتا ہے؟ بعض اوقات بہت سی کتابوں کا عمدہ اور نادر نسخہ ہوتا ہے لیکن افسوس کہ اس کے کئی اجزاء مفقود ہوتے ہیں۔[2]

اس کتاب پر مولانا عزیر شمس رحمہ اللہ کے تحقیقی عمل کا جائزہ

اس عظیم المرتبت کتاب پر مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی عمل درج ذیل نکات مع امثلہ ہے۔

1۔ مخطوطے میں موجود تمام احادیث کی مکمل تخریج: راوی کا نام، اصل کتاب میں حدیث کا نمبر، اور محدثین کے ہاں حدیث کا حکم تحریر کیا ہے جیسے وقال عليه السلام في الحديث الصحيح "من جهز غازيا فقد غزا ومن خلفه في أهله بخير فقد غزا وأخبر أن من فطر صائما فله مثل مثوبته" متن میں موجود اس حدیث

[1]۔ أيضا، ۱۱

[2]۔ أيضا، ۱۱

کی تخریج یوں فرمائی(١٧٠٣٣)أخرجه أحمد والترمذي(٨٠٧) وابن ماجة(١٤٢٦) وصححه الترمذي بابن خزيمة (٢٠٦٤)وابن حبان(٣٤٢٩)۔[1]

2۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کئی جگہ اسانید ذکر کرنے کی بجائے خالی جگہ چھوڑ دی ہے مولانا نے مکمل سند اصل کتاب سے تحریر کی ہے: جیسے ترک المؤلف بعدها بياض أربعة أسطر "مولف رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں چار لائنیں خالی چھوڑی ہیں" جبکہ اس کی مکمل سند امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس طرح ہے: وهذا إسناده عند الإمام البخاري في أول صحيحه حدثنا الحميدي قال حدثنا سفيان قال حدثنا يحيى بن سعيد الأنصاري قال أخبرني محمد بن أبراهيم التيمي أنه سمع عنك ابن وقاص الليثي يقول سمعت عمر بن الخطاب على المنبر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول۔[2]

3۔ اسانید کے متعلق علمائے جرح وتعدیل کے تاثرات کو تحریر کیا ہے جیسے قال علي بن المديني وغيره ليس له طريق تصح غير هذه الطريق وقال الخطابي لا أعلم خلافا بين أهل الحديث في ذلك۔ "امام علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی اس سند کے علاوہ کوئی بھی اور سند درست نہیں ہے اور امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس میں اہل علم کا کوئی اختلاف نظر نہیں آیا۔" أنظر جامع العلوم والحكم(٦٠/١) وفتح البريد(١١/١)۔[3]

4۔ متصل و منقطع آثار کا فرق ذکر فرمایا ہے: جیسے أخرجه أحمد وابن ماجه من طريقي سالم ابن أبي الجعد عن ثوبان قال الحاكم في المستدرك صحيح على شرط شيخ شيخين ولا أعرف له علة وقال البوصيري في الزوائد رجاله ثقات إلا أنه منقطع بين سالم وثوبان فإنه لم يسمع منه بلا خلاف لكنه طرق أخرى متصلة فقد أخرجه أحمد والدارمي وابن حبان من طريق أبي كبشة السلولي عن ثوبان وإسناده حسن۔[4]

5۔ کسی مسئلے میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اگر بعض العلماء اور جمہور علماء کا لفظ استعمال کریں تو اس سے مراد علماء کے نام کو ذکر کئے ہیں جیسے يريد به جمهور المتقدمين وقد وقع ذلك في كلام ابن جرير الطبري وأبي طالب المكي

---

[1]۔ أيضا، ٩
[2]۔ أيضا، ١۶
[3]۔ أيضا، ٢٠
[4]۔ أيضا، ٣٧

وغيرهما من المتقدمين وهو ظاهر كلام الإمام أحمد وهذا الذي رجحه المؤلف في مواضيع جامع مسائل(٦/٦،٧)۔[1] متن میں موجود اس عبارت کی تحلیل یوں فرمائی "ولهذا قال بعض العلماء: الوسوسة إنما تحصل من جهل في الشرع او خبل في العقل" پھر اس لفظ کی "بعض العلمآء" وضاحت کرتے ہوئے فرمایا "وهو الغزالي قال ذلك في إحياء علوم الدين" یہاں بعض سے مراد امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔[2]

"جزءفيه استدراک أم المؤمنين عائشه على الصحابة"

سیدہ عائشہ سے مروی اَحادیث پر مشتمل یہ ایک ایسی جامع کتاب ہے، جس میں آپ ؓکی آراء جو آپ ؓکے ذاتی اجتہاد یا پھر آپ ؓکے پاس رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کی موجودگی کی بناپر دیگر صحابہ کرام کی آراء سے مختلف ہیں اسی طرح اس کتاب میں وہ مسائل جن کو صرف انہی کے نقل کردہ مسائل اور بعض ایسی روایات کو اکٹھا کیا گیا ہے جن میں ایسے اضافی مسائل کا ذکر ہے جبکہ دیگر راویوں کی روایات ان اَضافی فوائد سے خالی ہیں۔

ابو منصور عبدالرحمن بن محمد الشیحی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اس فن میں یہ کتاب تحریر فرمائی آپ کی کتاب کو اس فن میں بنیاد کی حیثیت حاصل ہے امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب الاجابہ اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب عین الاصابۃ میں اسی کتاب سے استفادہ فرمایا اگرچہ انہوں نے اس بات کی صراحت نہیں کی۔

خطی نسخے کے متعلق مولانا عزیر شمس کے خیالات

نسخے کی حالت کے متعلق مؤلف فرماتے ہیں:"اس باب میں ہمیں ملنے والے تمام نسخوں میں سے یہ سب سے قدیم نسخہ ہے متاخرین میں سے جس شخص نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھائی اس نے اسی سے استفادہ کیا بڑی جدوجہد کے بعد یہ نسخہ مکتبہ خدابخش خاں پٹنہ ہندوستان سے ملا تو اس میں بہت ساری تحریف وتغییر ہو چکی تھی اور اسی طرح الفاظ وحروف میں ردوبدل بھی تھا، اس امید سے اس کو نشر کرنے میں کافی دیر توقف کیا کہ ہو سکتا ہے مجھے کوئی ایسا نسخہ ملے جو موازنہ کے بعد اس نسخہ کی تصحیح میں معاون ثابت ہو لیکن لمبی چھان پھٹک تلاش اور جستجو،

---

[1]۔ أيضا، ٢٧

[2]۔ أيضا، ٣٩

اہل علم سے اس کے متعلق استفسار کے باوجود مجھے اپنی مراد نہیں مل سکی تو پھر میں نے اس کی نوک پلک کا پختہ ارادہ کیا اور مکمل کوشش اور محنت کے ساتھ اس کی تصحیح میں مشغول ہوا، اس کے مصادر و مراجع کی طرف رجوع کر کے اس میں بہت ساری غلطیوں اور الفاظ و حروف کے ہیر پھیر کی تصحیح کی یہاں تک کہ بھرپور جدوجہد کے بعد درست عبارت کا حصول ممکن ہوا۔[1]

مولانا عزیر شمس کی اس کتاب پر تحقیقی خدمات

محقق دوران مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں جو کہ ایک مخطوط کی صورت میں تھی وارد تمام احادیث کی تخریج فرمائی اور اختصار کے ساتھ تعلیقات لکھنے کا اہتمام فرمایا۔

ایک مقدمہ لکھا جس میں مؤلف کے حالات، کتاب کا تعارف، مؤلف کا منہج اور اس موضوع پر لکھی جانے والی دیگر کتب کا اس کے ساتھ موازنہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ اس گراں قدر مخطوط پر اپنا تحقیق و تعلیقی منہج بیان فرمایا۔

بڑی تگ و دو کے بعد آپ کو اس کتاب کا صرف ایک ہی نسخہ جو تحریف و تصحیف سے بھرپور تھا مکتبہ خدا بخش خانپور پٹنہ ہندوستان سے میسر آیا۔[2]

کتاب کی نسبت کی توثیق

جن علماء نے ابو منصور بغدادی کے حالات زندگی قلم بند کیے ہیں انہوں نے آپ کی تصانیف کے ضمن میں اس کتاب کا ذکر نہیں کیا لیکن متعدد دلائل کی بنا پر اس کتاب کی نسبت آپ کی طرف ثابت ہے۔

1۔ وہ مشائخ جن سے ابو منصور نے اس کتاب میں روایات بیان کی ہیں ان کی تعداد ۲۷ ہے اور ان میں سے اکثر ابو منصور کے معروف اساتذہ ہیں اور ان کا زمانہ ۱۵ صدی کا ابتدائی زمانہ ہے۔

2۔ ابو منصور کے شاگردوں میں ابو عبداللہ حسین بن محمد خسرو بلخی کا اس کتاب کو ابو منصور سے بیان کرنا جیسا کہ ابن عساکر فرماتے ہیں کہ بعض مصادر کے اندر ابو عبداللہ حسین بن محمد کا ابو منصور سے روایت کرنا موجود ہے

---

[1]۔ عبد المحسن بن محمد الشيحي، أبو منصور جزء فيه استدراك أم المؤمنين عائشة على الصحابة، (الدار السلفية، ممبائی، ۱۹۹۶ء)، ۷

[2]۔ أيضا، ۴۰۔

اسی طرح مخطوطے کے ٹائٹل پیج پر ابو عبد اللہ منصور سے روایت کرنا بھی مذکور ہے اسی طرح ابن خیر، ابن حجر اور امام سیوطی رحمہ اللہ حضرات نے یہ کتاب ابو عبد اللہ حسین بن محمد البغدادی سے اور ابو عبد اللہ حسین بن محمد نے ابو منصور کے طریق سے بیان کی ہے۔

3۔ مؤلفین اس کتاب پر اعتماد کرتے ہیں اسی سے اقتباسات لیتے ہیں اور انہوں نے جو اس کتاب سے نقل کیا ہے وہ ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے جو اس نسخے میں موجود ہے امام زرکشی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الاجابۃ" میں اس پر بہت اعتماد کیا ہے لیکن انہوں نے سوائے چند ایک مقامات کے علاوہ اس کی صراحت نہیں کی اور ہم نے یہ بھی ملاحظہ کیا ہے کبھی امام زرکشی ابو منصور سے نقل کرتے ہیں اور مٹا دیتے ہیں اور حدیث کی سند کو ابو منصور کے طریق کے علاوہ کسی اور طریق سے بیان کرتے ہیں کبھی کبھی نقل کو یوں چھپاتے ہیں کہ اسے اس مصدر کی طرف منسوب کرتے ہیں جس مصدر سے ابو منصور نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے جیسا کہ امام زرکشی نے ابو عروبۃ، دار قطنی اور ابو القاسم بغوی اور یعقوب بن سفیان فسوی کی طرف منسوب کرنے میں کیا اسی طرح امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب عین الاصابہ فی استدراکات عائشہ میں کیا ہے۔[1]

درجہ بالا مذکور دلائل سے اس کتاب کی نسبت کی ابو منصور بغدادی کی طرف نسبت کی توثیق ہوتی ہے واللہ تعالی أعلم بالصواب۔

سیدہ عائشہ کی استدراکات کے متعلق مولانا عزیر شمس کی رائے

استدراکات کے ساتھ تعامل کرنے کا درست طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے آپ کے استدراک سے ثابت ہونے والے مسئلے کے متعلق بحث کی جائے اگر یہ صحیح سند سے ثابت ہونے کی صورت میں اس کے مخالف حدیث میں غور وخوض کیا جائے گا اور اس کے شواہد واسانید کو اکٹھا کیا جائے پھر دیکھا جائے کہ صحابہ کرام میں سے کون سیدہ عائشہ کی موافقت کرتے ہیں اور کن کی آراء آپ کی آراء سے مختلف ہیں اگر سیدہ عائشہ کے ساتھ اختلاف رائے کرنے والے جمہور ہوں یا علماء کا ایک جم غفیر ہو اور ان کی حدیث مناسب معنی پر قائم ہو اور صحیح سند کے ساتھ ثابت ہو تو پھر بصد احترام سیدہ عائشہ کی رائے کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا اور صحیح ثابت حدیث کو سیدہ

---

[1]۔ أیضا، ۲۳

عائشہ کی رائے پر مقدم کیا جائے گا، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے فہم کو آپ کے فہم پر مقدم کیا جائے گا اور جب استدراک ہی صحیح سند سے ثابت نہیں تو پھر اس کی نسبت حضرت عائشہ کی طرف کرنا درست نہیں اور نہ ہی اس پر اعتماد کرتے ہوئے صحابہ کرام کو صحابہ کرام کی رائے کو یا صحیح حدیث اور اس کے معنی کو رد کرنا جائز ہے۔[1]

مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کا منہج تحقیق

اس کتاب پر مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی عمل درج ذیل نکات مع امثلہ ہے:

1۔ مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب میں موجود تمام احادیث کی مکمل تخریج کے ساتھ ساتھ حدیث کے کے تمام طرق بیان کیے ہیں: جیسے عن عامر قال حدثني عبد الرحمن بن الحارث بن هشام أنه دخل على عائشة فقال لها إن أبا هريرة يقول من أدركته صلاة الغداة وهو جنب فلا صوم له فقالت إن أبا هريرة لا يقول شيئا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصبح جنبا فيدعوه بلال إلى الصلاة فيقوم فيغتسلوا فيخرج وإن الماء لينحدر على جلده فيصوم ذلك اليوم فذاكرت لإبي هريرة فقال صدقت أمي هي أعلم مني۔ "ہشام بن حارث سے مروی ہے کہ وہ سیدہ عائشہ کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کو جس شخص کو فجر کی نماز کے وقت نے کو پالے اس حال میں کہ وہ جنبی ہو تو اس کا کوئی روزہ نہیں ہے اس پہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ بے شک ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عجیب بات کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کرتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنبی ہوتے بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کے لیے بلاتے۔ آپ کھڑے ہوتے غسل کرتے اور گھر سے نکلتے حالانکہ پانی کے قطرے آپ کے جسم مبارک پر گر رہے ہوتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن روزہ رکھتے۔ پھر میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات کی تو انہوں نے کہا کہ ام المومنین درست فرما رہی ہیں وہ مجھ سے زیادہ جاننے والی ہیں۔"

اس حدیث کی تخریج مولانا حاشیہ میں یوں فرماتے ہیں:

أخرج المؤلف هذا الحديث من أربع عشرة طريقا وله طرق أخرى كثيرة أخرج النسائي في السنن الكبرى٢/١٦٧-١٩٥ في تخريجها و بيان اختلاف نقلتها أنظر تحفه الأشراف٨/٢٧٠-٢٧١، ١٢/٣٤٠-٣٤٢، ١٣/٢٢، ٢٣، ٣٧ومسندأحمد٦/١٨٤، ٢١٦، ٢٤٥، ٣١٢ وفتح الباري٤/١٤٣ وما بعدها سأشير

[1]۔ أيضا، ٢٩

في التعليق على كل طريق من أخرجه۔[1]

2۔ احادیث کی اسانید میں موجود تمام راویوں کے متعلق ائمہ جرح و تعدیل کے تاثرات باحوالہ تحریر فرمائے ہیں جیسا کہ ابن سعيد الهمداني الكوفي ليس بالقوي قد تغير في آخر عمره مات سنة١٤٤ھ (التقريب)اور أبو بكر المقري يعرف بابن شاذان وثقه الخطيب أنظر تاريخ بغداد٣/٢٢٤۔[2]

3۔ کتاب کے اندر آنے والے الفاظ میں سے اگر کسی لفظ کے اصطلاحی استعمال کے متعلق کسی محقق کی تحقیق ہے تو اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے جیسا کہ ابنا اور انبا جیسے الفاظ کو أخبرنا اور أنبأنا کی تخفیفی حالت میں لکھ دیتے ہیں اس کے بارے میں علامہ عبدالرحمن بن یحیٰی کی سنن کبریٰ کی آخری جلد میں تحقیقی بحث ہے مولف رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

> أما أنا والصواب كما أثبتناه أبانا بتقديم الباء على النون اختصار أخبرنا ولعلامه عبدالرحمن بن يحيى المعلمى رحمه الله بحث جيد في تحقيقه في أواخر الجزء الرابع من السنن الكبرى للبيهقي راجع ٤/٤٤، ٤٣ من الخاتمه۔[3]

4۔ راویوں کے ناموں میں موجود تصحیف کی تصحیح اصل مصادر کی روشنی میں کر کے تحریر فرمائی ہے اسماء الرجال اور راویوں کے تراجم کی کتب سے اصل مصادر و مراجع کی روشنی میں بہت سارے ناموں کی درست تشکیل اور تصحیح فرمائی جیسے سند میں عبدالله بن أحمد بن ثابت البزاز کے نام کی درستگی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ اصل میں بزار ہے اور تصحیف ہوئی ہے: في الأصل (البزار) تصحيف۔[4]

5۔ اسانید کے متعلق محدثین کے خیال کے خیالات تحریر فرمائے ہیں جیسے: قال ابن عبد البر في التمهيد٢٢/٤٠ هذا الإسناد أثبت أسانيد هذا الحديث ما هو حديث جاء من وجوه كثيره متواتره صحاح "ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب التمہید میں فرماتے ہیں: اس حدیث کی دیگر تمام اسانید میں سے یہ سند درست اور ثابت ہے۔"[5]

---

[1] أيضا، ٣٩
[2] أيضا، ٤٠
[3] ۔ أيضا، ٤٠
[4] ۔ أيضا، ٤٤
[5] ۔ أيضا، ٤٩

"غاية المقصودفي شرح سنن أبي داود"

سنن ابی داوٗد حدیث کے موضوع پر لکھی جانے والی مایہ ناز کتاب ہے اس عظیم الشان کتاب کا شمار حدیث کی صحاح ستہ میں ہوتا ہے اکثر علماء کے ہاں صحیحین کے بعد اسی کا مرتبہ ہے۔ احادیث احکام کے متعلق مختلف علماء و مجتہدین کی اَدلہ و آراء کا متلاشی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہو سکتا جیسا کہ امام ابو داوٗد رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں: ”یہ ایک ایسی کتاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد تمام سنتیں اس میں موجود ہیں اور میں نہیں جانتا قران پاک کے بعد اس کتاب سے زیادہ کسی کتاب کو سیکھنا اہم ہو اور جس آدمی نے اس کتاب کو لکھ لیا اسے علم کے متعلق کچھ بھی لکھنے کی ضرورت نہیں۔“

اسی لیے جب سے یہ کتاب تالیف ہوئی اس وقت سے لے کر اب تک علماء نے مختلف انداز میں اس کی خدمت کی کسی نے اس کے رجال پہ کام کیا تو کسی نے شروحات تحریر کیں، کسی نے اس میں موجود اَحادیث کی تنقیح و توضیح پر اپنی صلاحیتیں صرف کیں۔ غرض اس میں موجود ہر موضوع کو زیر بحث لاتے ہوئے علماء نے اس عظیم کتاب کی ضخیم شروحات تالیف فرمائیں انہی شروحات کے ضمن میں مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی دو شروحات عون المعبود اور غاية المقصود بھی ہیں، عون المعبود ایک مختصر شرح ہے جبکہ غاية المقصود ایک مفصل اور ضخیم شرح ہے۔

کتاب کی اہمیت

کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ سنن ابی داوٗد کی مختصر شرح عون المعبود جو کہ اسی کتاب کے مؤلف مولانا شمس الحق عظیم ابادی کا ہی شاہکار ہے علماء کے ہاں متداول اور تلقی بالقبول کی حامل ہے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ اسی مختصر شرح عون المعبود کے اندر بارہا دفعہ اپنی اس ضخیم شرح غاية المقصود کی طرف احالہ کرتے ہیں اور عون المعبود کے اب تک متعدد طبعات بلاد ہند و عرب میں شائع ہو چکے ہیں اور درس و تدریس سے منسلک حضرات اور محققین اسی کتاب پر اعتماد کرتے ہیں کیونکہ سنن اَبی داوٗد کے متن کی درست ترین روایات اور اس کی دیگر روایات کے درمیان موازنے کے ساتھ تحریر کی گئی ہے پھر ان دونوں کے درمیان فرق کو واضح کیا گیا ہے جیسا کہ مؤلف عون المعبود کے خاتمہ پر تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور اسی خوبی کی بنا پر عون المعبود سنن کے دیگر طبعات سے نمایاں ہے۔

عون المعبود کو علماء کے ہاں بہت شہرت حاصل ہے اور ان کے درمیان متداول ہونے کے ساتھ ساتھ تلقی بالقبول سے متصف ہے حالانکہ وہ انتہائی مختصر اور موجز ہے اس کتاب میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مقامات پر غایۃ المقصود کی طرف احالہ کیا ہے اور یقیناً اگر علمائے کرام اس اصل شرح غایۃ المقصود پر مطلع ہو جائیں جو کہ اَحادیث کے تمام ابواب کا بڑی وسعت کے ساتھ استیعاب کرنے والی ہے تو یقیناً ان کے لیے یہ کتاب علوم وفنون کا عظیم خزینہ ثابت ہو گی۔ [1]

کتاب کی طباعت میں مولانا عزیر شمس کی گراں قدر خدمات

یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے کہ تقریباً ایک صدی پہلے صرف ایک ہی جزء طبع ہوا۔ خطیب بغدادی کے تجزیے کے مطابق ۳۲ اَجزاء میں سے اب تک صرف ایک ہی جز طبع ہو سکا ہے، رہے شرح کے باقی اجزاء تو وہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد منتشر ہو گئے تھے۔

یہاں تک کہ بہت سارے علماء نے یہ گمان کیا کہ یہ کتاب بھی مؤلف کی اور بہت سی کتب کی طرح ضائع ہو چکی ہے لیکن الحمدللہ محقق دوراں مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ جل جلالہ کی توفیق سے جب خدا بخش لائبریری پٹنہ ہندوستان کے مخطوطات کی فہرست تیار کرنے میں مصروف تھے اس دوران انہوں نے اس کتاب کے مختلف اجزاء کو تلاش کیا اگرچہ وہ اجزاء ناقص ہیں مگر اس میں موجود کتاب الطہارۃ کے مکمل اجزاء اور کتاب الصلوٰۃ کے بعض ابواب میسر آئے یہ اَجزاء ان مختصر بحوث کا تکملہ ہیں جنہیں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے عون المعبود میں اختصار سے ذکر کیا ہے اسی طرح اس میں وہ تفصیلات بھی ہیں جن کی طرف مؤلف نے احالہ کیا ہے اور بعض ایسی تحقیقات بھی موجود ہیں جن کا عون المعبود میں سرے سے تذکرہ ہی نہیں ہے۔

مولانا عزیر شمس کا منہج تحقیق

اس گراں قدر کتاب پر مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کا تحقیقی عمل درج ذیل نکات میں مع امثلہ ہے:

1۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے متن کے ضمن میں جن کتب کا بطور مرجع اور مصدر ذکر فرمایا مولانا عزیر شمس نے

[1]۔ محمد شمس الحق عظيم آبادى، أبو طيب، غاية المقصود في شرح سنن أبي داود، (كراچي، المجمع العلمى، طبعة أولى، ١٣٢٩ھ)، ١٢/١

ان کتب کے سب سے متاخرترین طبع کی طرف رجوع کرنے کے بعد اس کی کتاب کا مکمل حوالہ تحریر فرمایا ہے جیسا کہ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ((وقال المحدث المحقق الشيخ الأجل ولي الله بن عبد الرحيم الدهلوي في حجة الله البالغة أما الصحيحان فقد اتفق المحدثون على أن جميع ما فيهما من المتصل المرفوع صحيح بالقطع وأنهما متواتران إلى مصنفيهما۔ ۔ ۔))

مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا طبع کے ساتھ حوالہ نقل فرمایا ہے حجۃاللہ البالغہ۱/۱۳۳-۱۳۵ ((ط۔ القاہرہ۱۳۵۵ء))۔[1]

2۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ ابو داؤد کی تلخیص اپنی کتاب کے مقدمے میں تحریر کی ہے۔ اس کو تحریر کرنے کے دوران کمی بیشی کی وضاحت مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ کی اصل نص سے موازنہ کرنے کے بعد تحریر فرمائی ہے۔ مثال ملاحظہ فرمائیں: "فربما يجيء الإسناد فيعلم من حديث غيره أنه متصل و لا يتنبه السامع إلا بأن يعلم الأحاديث"۔ مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے مؤلف کی اس عبارت کا رسالہ ابو داؤد کی نص کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے یوں تبصرہ فرمایا ہے: "كذا في الأصل ونسخة الرساله الخطيه وفي المطبوعه غير متصل وهو الذي يناسب المعنى"۔[2]

3۔ امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اقوال پر اگر کسی امام نے تعقیب کی ہے تو اسے بھی نقل فرمایا جیسے متن میں موجود یہ عبارت "و قال ابو بكر محمد بن بكر بن داسه سمعت أبا داود يقول كتبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس مائة ألف حديث وانتخبت منها ما ضمنته هذا الكتاب يعني كتاب السنن جمعت فيه أربعة آلاف ثمان مائة حديث ذكرت الصحيح وما يشبهه ويقاربه ويكفي الإنسان لدينه أربعة أحاديث۔ ۔ ۔ ۔ ۔" اس قول کے تعاقب میں مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول تحریر فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں "وردت هذه الكلمة في معظم المصادر التي ترجمت لأبي داود كما سيأتي ذكرها وقد عقب الذهبي عليها فقال قوله يكفي الإنسان لدينه، ممنوع۔ بل يحتاج المسلم إلى عدد كثير من السنن الصحيحه مع القران" "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ لاکھ احادیث لکھیں ان میں سے میں نے اس کتاب کے اندر ۴۸۰۰ احادیث کو جمع کیا اور انسان کو دین میں چار احادیث ہی کافی ہیں اس پر امام الذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

---

[1]۔ أيضا، ۲۸

[2]۔ أيضا، ۳۲/۱

یہ بات امام ابو داؤد کے بہت سارے مترجمین نے لکھی ہے جبکہ کہ یہ قول درست نہیں بلکہ مسلمان کو قرآن کریم کے ساتھ بہت ساری صحیح سنن کی معرفت ہونا بھی ضروری ہے۔(أنظر: سير أعلام النبلاء١٣/٢١٠)۔[1]

4۔ متن میں موجود بہت سی غلطیوں اور تصحیف کو درستگی کے ساتھ باحوالہ اصل مصدر ذکر کیا ہے، جیسے متن میں موجود اس عبارت "وأبو عمر محمد بن عبد الواحد الزاهد صاحب أبي العباس وعبد الله بن محمد المسكي" پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "في الأصل أبو عمرو وهو خطأ انظر تاريخ بغداد٢/٣٥٦ ومعجم الأدباء ١٨/٢٢٦وفي الاصل السبكي وهو تصحيف كما سبق"۔ متن میں ابو عمر جبکہ درست ابو عمرو ہے۔[2]

5۔ مؤلف رحمہ اللہ نے متن میں جن ناموں کو نسبتوں کے ساتھ تحریر کیا ہے مولانا عزیر شمس نے ان نسبتوں کی وضاحت فرمائی ہے جیسے "ومنهم ابن القيم وهو الإمام العلامة الحافظ شمس الدين محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد بن قيم الجوزي الدمشقي" اس میں آپ کو الجوزی کہنے کی وجہ یوں بیان فرماتے ہیں" فإن والده كان قيما للمدرسةالجوزية" "کیونکہ ان کے والد مدرسہ جوزیہ کے مہتمم تھے۔"[3]

"زاد المعاد فی هدی خير العباد"

مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے علوم سیرت کے متعلقہ کتب میں سے تحقیقی خدمات کے لیے مؤلف امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم شاہکار گراں قدر کتاب جو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر تحریر فرمائی ہے "زاد المعاد في هدي خير العباد" کا انتخاب فرمایا کیونکہ یہ کتاب پیغمبر آخر الزماں، سید الاولین والاخرین، سید البشر، ختم الرسل، حبیب کبریا، خیر الوریٰ جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر لکھی جانے والی بے مثال اور لازوال کتاب ہے۔ اسی طرح سوانح عمری میں انہوں نے الجامع لسیرۃ شیخ الاسلام کی تحقیق اور حیات و خدمات مولانا شمس الحق عظیم آبادی کے موضوع پر بہترین کتاب تحریر فرمائی اس فصل میں صرف "زاد المعاد في هدي خير العباد" پر مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی عمل کا علمی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

[1] ۔ أيضا، ١/٣٣
[2] ۔ أيضا، ١/٤٢
[3] ۔ أيضا، ١/٤٤

کتاب کا تعارف

زاد المعاد امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی لازوال اور بے مثال مشہور زمانہ تصنیف ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی حضور سے بے پناہ عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

مولانا عزیر شمس تحقیقی طریقہ کار

1۔ اس کتاب کی نص کو تحریر کرتے ہوئے ۱۹ نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے جن میں سے صرف دو نسخے: نسخہ رباط اور نسخہ یمنی کامل اور باقی تمام نامکمل ہیں۔

2۔ کتاب کے ہر جزء میں جس قدر ممکن ہو سکا مخطوطات پر اعتماد کیا گیا ہے، اکثر اجزاء میں تقریبا ۸ نسخوں پر اعتماد کیا گیا ہے، اور نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے ہر جزء کے شروع میں ان نسخوں کے رموز تحریر کیے گئے ہیں جن پر اعتماد کر کے اس جزء کی عبارت کی نوک پلک درست کی گئی ہے اور قرائن کی بنا پر نقل کرنے میں ان میں سے سب سے صحیح ترین نسخے کو ترجیح دی گئی ہے، اسی طرح عبارات کو نقل کرتے وقت اس بات کا خصوصی اہتمام کیا گیا ہے کہ تمام نسخوں میں سے متفقہ عبارت کو تحریر کیا جائے۔

3۔ ایک یا دو نسخوں میں موجود عبارتی اختلافات کو بیان کرنے کی بجائے صرف اسی اختلاف کا ذکر کیا ہے جس کا کوئی اضافی فائدہ ہو یا نسخوں میں واقع تصحیف و تحریف کو بطور تمثیل پیش کیا ہے۔

4۔ اسی طرح سابقہ طبعات: طبعہ ہندی، میمنی، فقی اور رسالہ میں موجود غلطیوں، حذف واضافہ وغیرہ کو ذکر کیا ہے جو خطی نسخوں میں نہیں ہیں اور اس مسئلے میں استیعاب کی بجائے انتہائی اہم مقامات کو بیان کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔

5۔ تخریج کے معاملہ میں انہوں نے عموماً ایجاز اور توسط کی راہ اختیار کی ہے یہاں تک کے اختلاف مصادر کی بنا پر مؤلف کے الفاظ میں رونما ہونے والے الفاظ کو بھی تبدیل نہیں کیا گیا البتہ بہت سے مقامات پر واضح حذف یا نسخہ ساز کی طرف سے تبدیلی وغیرہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔

6۔ اگر تمام نسخے کسی ظاہری غلطی پر متفق ہوں تو انہوں نے اس کو متن میں ویسے ہی نقل کیا اِلا یہ کہ رسم الخط تصرف کا احتمال رکھتا ہو ایسی صورت میں ہم نے اس تصحیف کی وضاحت کرتے ہوئے نسخوں میں موجود غلطیوں کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔

7۔ایسے الفاظ جو مخطوطات کے اصل الفاظ سے زائد ہیں وہ اکثر یا تو مولف نے جن مصادر سے استفادہ کیا ان میں موجود یا سیاق میں خلل کی وجہ سے یا پھر نسخہ ساز نے غلطی سے لکھ دیا ہے ہم نے انھیں بریکٹوں () میں تحریر کر کے ان کا تذکرہ حواشی میں کیا ہے۔

ان نمایاں خوبیوں کی بنا پر یہ کتاب اپنی شاندار شکل و صورت میں قارئین کے لیے دستیاب ہے اللہ تعالیٰ ان محققین کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کا اس کتاب پر تحقیقی عمل بمع امثلہ

اس مبارک کتاب کی تحقیق کرنے میں محققین کی ایک جماعت نے شرکت کی ہے جن میں سے مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب کی مجلد ۲ اور مجلد ٦ پر اپنی تحقیقی خدمات پیش کی ہیں، آپ کا اسلوب درج ذیل نکات میں مذکور ہے۔

1۔ نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے الفاظ میں حذف واضافے کی مکمل وضاحت فرمائی ہے جیسے: أَحَدُهَا الزرع والثمار محقق رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیے میں دیگر نسخوں میں موجود الفاظ کا اختلاف ذکر فرمایا ہے جیسے: ص، ج، ک، ع (یہ نسخوں کے رموز ہیں) الثمار والزروع۔[1]

2۔طبعات اور مخطوطات میں عبارت کے اختلاف کو نقل فرمایا ہے جیسے: "وقيدا لنعمته به على الأغنياء" اس کو نقل کرنے کے بعد فرمایا: في المطبوع "وقيد النعمه بها خلاف النسخ"۔[2]

۳۔ رسم الخط کے اختلاف کو واضح کیا ہے" وهي أكثر الأموال دورا بين الخلق وحاجتهم إليها ضرورية" اس پر تعلیق لگاتے ہوئے فرماتے ہیں: "وفي المطبوع دورانا والمثبت من النسخ"۔[3]

۴۔ معنیٰ کو تبدیل کرنے والی تحریف کا ذکر کیا ہے جیسے: متن میں یہ عبارت نقل کرنے کے بعد "وذلك في الثمار والزروع التي يباشر حرف عرضها وشقها وبذرها" معنیٰ کو تبدیل کرنے والی تحریف کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں" في المطبوع سقياها تحريف المفسد للمعنى ومخالف للنسخ والسياق" اصل متن کے

[1] ۔ أيضا، ۵/۲
[2] ۔ أيضا، ۵
[3] ۔ أيضا، ۵

اندر شقھا ہے جس کا معنی ہے اس کو پھاڑنا مراد اس کو کاشت کر کے زراعت کے قابل کرنا جبکہ جو طبع کتابیں ہیں ان میں سقیاھا ہے جس کا مطلب ہے اس کے پانی لگانے کا اہتمام کرنا تو اس تحریف سے معنی تبدیل ہوتا ہے۔[1]

نتائج البحث

تحقیق ایک ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں جہاں بھی جتنا بھی جیسا بھی لکھا جائے وہ حرف آخر نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک انسان کی کاوش ہے اور کاوش اس کی محدود بساط کی وجہ سے محدود ہوتی ہے۔ مقالہ ہذا کا عنوان انتہائی وسیع اور بسیط ہے تاہم محدود وقت میں اور محدود رسائی کی وجہ سے تحقیق کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ دوران تحقیق بہت سی ایسی جہات سامنے آئیں جو تحقیق کی متقاضی تو تھیں لیکن چونکہ براہ راست ان کا تعلق موضوع سے نہیں تھا اس لئے ان سے صرف نظر کرنا پڑا۔ زیرِ نظر تحقیق کے اہم نتائج حسبِ ذیل ہیں:

1۔ مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ دور حاضر کے عظیم محقق اور مؤلف ہیں جن کا تحقیق و تالیف کا منہج دور حاضر کے محققین اور مؤلفین کے لیے مشعل راہ ہے۔

2۔ مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے جس انداز سے سلف صالحین کے مخطوطات کو کتابی شکل میں علماء اور عامۃ الناس کے استفادہ کے لیے پیش کیا یقیناً آپ کی یہ کاوش قابل مدح و ستائش ہے۔

3۔ مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کے تحقیقی منہج اور اسلوب کی وجہ سے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلمیذ رشید امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتب اس قدر سہل اور آسان انداز میں طبع ہوئیں کہ کوئی ادنیٰ سا علم رکھنے والا شخص بھی بآسانی ان سے مستفید ہو سکتا ہے۔

سفارشات

دورانِ تحقیق بہت سی ایسی جہات سامنے آئیں جو تحقیق کی متقاضی تو تھیں لیکن چونکہ براہ راست ان کا تعلق موضوع سے نہیں تھا اس لئے ان سے صرف نظر کرنا پڑا۔ ذیل میں چند نکات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ جن پر مستقبل میں تحقیقی کام کیا جا سکتا ہے:

- علمی حلقات میں مولانا عزیر شمس کی تحقیقات و تصانیف کا اردو اور انگلش ترجمہ ہونا چاہیے تا کہ عالم

[1]۔ أيضا، ٦

اسلام کے علماء وطلاب اس سے مستفید ہو سکیں۔

- جامعات میں فن تحقیق کے مدرسین کو اپنے لیکچرز میں طلباء کو مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ کے انداز تحقیق سے مستفید ہونے کا مشورہ دینا چاہیے۔
- مولانا عزیر شمس رحمۃ اللہ علیہ نے جن کتب کو تحقیقی عمل کے لیے منتخب فرمایا وہ اپنے باب کی اہم ترین کتب ہیں لہٰذا ان چند کتب سے مستفید ہو کر پورے فن کے متعلقہ کتب سے مستفید ہوا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے۔
- مولانا عزیر شمس نے اپنے تحقیقی مقدمات میں بہت سی ایسی کتب کے متعلق رہنمائی فرمائی ہے جن پر تحقیق ہونا باقی ہے لہٰذا تحقیقی عمل کے لیے موضوعات کے متلاشی کے لیے خوب رہنمائی موجود ہے۔
- علمی فائدہ کے لیے ایک محقق کو جسمانی قوت، وسیع النظر سوچ، قوت حافظہ، حوصلہ، صبر، کثیر وقت، وافر سرمایہ اور دیگر سہولیات وغیرہ میسر ہوں تو محقق بہتر اور معیاری تحقیق کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔